نظم وضبط کی اہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں!

مولانا امداد اللہ یوسف زئی

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلٰوۃ والسلام علٰی سید الأنبیاء والمرسلین، أما بعد:

''إن الصلٰوۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً۔'' (القرآن)

ترجمہ: ''یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔'' (بیان القرآن)

''إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُکُمْ عَمَلاً أَن یُّتْقِنَہٗ۔'' (الحدیث)

تمہید

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ دین اسلام کامل ومکمل دین ہے، جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ دین اسلام جہاں زندگی کے ہر پہلو پر اصولی تعلیمات فراہم کرتا ہے، وہاں دینی امور کی جزئیات بھی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ یہ محض ایک دعویٰ نہیں، بلکہ قرآن وحدیث کی نصوص، فقہائے اسلام کی توضیحات وتشریحات اور علمائے امت کی کاوشیں اس کا بیّن ثبوت ہیں۔

چونکہ اسلام قیامت تک رہتی انسانیت کے لیے بھیجا گیا اور یہ اللہ کا آخری پیغام ہے، اس لیے اس میں نظم وضبط، اتحاد واتفاق اور اجتماعیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

نظام کا مفہوم

نظام نظم سے ہے، اور نظم لڑی میں پرونے کو کہتے ہیں۔ گویا اسلام افرادِ امت کے لیے ایک ''مالا'' ہے، اور اس ''مالا'' میں افرادِ امت میں سے ہر فرد کو یکجا سمیٹ کر رکھنا امر مرغوب ہے، اور ان افراد کے بکھر جانے سے جیسے ''مالا'' کے سارے موتی بکھر جاتے ہیں، ویسے ہی امت بکھر جاتی ہے، جو کسی بھی طرح محبوب نہیں، اس کو حدیث میں یوں سمجھایا گیا ہے کہ:

''المُسلمون کَجسدٍ واحدٍ۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ج:۲،ص:۸۸۹، ط: قدیمی)

یعنی سارے مسلمان ایک جسد کی مانند ہیں، اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا ہی بدن تکلیف محسوس کرتا ہے، ایسے ہی اگر مسلمانوں کے ایک گروہ یا ایک جماعت کو تکلیف پہنچے تو دنیا کے سارے مسلمان اس جماعت کی خاطر کھڑے ہوجائیں۔ دین اسلام ایک رسی ہے جو امت مسلمہ کے افراد کو جوڑ

www.banuri.edu.pk

کر باہمی مربوط کر کے حق تعالیٰ شانہٗ تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں باہمی ربط کو مضبوطی سے قائم رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً۔‘‘ (آل عمران:۱۰۳)

یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اس اعتصام واعتصاد پر بہت زور دیا گیا ہے اور امت مسلمہ کی کامیابی وسرفرازی کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہی اعتصام ہے۔ کتب احادیث میں ’’**کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ**‘‘ کے ضمن میں بے شمار احادیث سے متابعت جماعت کا حکم اور مفارقت جماعت سے اجتناب کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

’’وَأَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔‘‘ (الانفال:۴۶)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو، اور نزاع مت کرو (نہ اپنے امام سے نہ آپس میں) ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی، اور صبر کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (بیان القرآن)

یعنی آپس میں نزاع اور کشاکش نہ کرو، ورنہ تم میں بزدلی پھیل جائے گی، اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اس آیت کریمہ میں باہمی نزاع کے دو نتیجے بیان کئے گئے ہیں: ایک یہ کہ تم ذاتی طور پر کمزور اور بزدل ہو جاؤ گے۔ باہمی کشاکش اور نزاع سے دوسروں کی نظر میں حقیر ہو جانا تو بدیہی امر ہے، لیکن اپنی قوت پر کیا اثر پڑتا ہے کہ اس میں کمزوری اور بزدلی آجائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باہمی اتحاد واعتماد کی صورت میں ہر ایک انسان کے ساتھ پوری جماعت کی طاقت لگی ہوئی ہے، اس لیے ایک آدمی اپنے اندر پوری جماعت کی قوت محسوس کرتا ہے اور جب باہمی اتحاد واعتماد نہ رہا تو ہر آدمی کی قوت اکیلی قوت رہ گئی۔

باہمی اتحاد کے قیام اور افتراق وانتشار سے بچاؤ کی راہ نظم کا قیام ہے۔ نظم فرد واحد کی مانند انسانیت کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے، اور بہترین معاشرہ وہی کہلاتا ہے جس میں خدائی تعلیمات کی تعمیل ہو اور زندگی کے ہر شعبے میں آسمانی ہدایات پیش نظر رکھی جائیں۔ غلط فہمی سے ہمارے معاشرے میں نظم وضبط کو محض ملکی وقومی امور کا لازمہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’**إن اللّٰہ تعالٰی یحب إذا عمل أحدکم عملاً أن یتقنہ۔**‘‘

(شعب الایمان، باب فی الامانات وما یجب من أدائھا الی أہلھا، ج:۷، ص:۲۳۲، ط: مکتبۃ الرشد ریاض)

’’اللہ تعالیٰ تمہارے کسی بھی کام میں یہ پسند کرتا ہے کہ اُسے عمدگی اور سلیقہ سے کیا جائے۔‘‘

ہر چھوٹا یا بڑا عمل سلیقہ مندی کا تقاضا کرتا ہے، اور دین نے ہمیں یہ سلیقہ سکھایا ہے۔ سلیقہ مندی نظم کے قیام کا باعث ہے، اور بظاہر معمولی سمجھی جانے والی بدسلیقی، بدنظمی کا ذریعہ وسبب بنتی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں سورۂ صافات کی آیت ’’وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا‘‘ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کام میں نظم وضبط اور ترتیب وسلیقہ کا لحاظ رکھنا دین میں مطلوب اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو یا اس کے احکام کی تعمیل، یہ دونوں مقصد اس طرح بھی حاصل ہوسکتے تھے کہ فرشتے صف باندھنے کے بجائے ایک غیر منظّم بھیڑ کی شکل میں جمع ہوجایا کریں، لیکن اس بدنظمی کے بجائے انہیں صف بندی کی توفیق دی گئی، اور اس آیت میں ان کے اچھے اوصاف میں سب سے پہلے اسی وصف کو ذکر کرکے بتادیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند ہے۔ (معارف القرآن، ج:۷،ص:۴۱۷،ط: مکتبہ معارف القرآن)

اسی نظم وضبط کے پہلو سے مختلف شعبہائے زندگی سے متعلق دینی تعلیمات کا ایک اجمالی جائزہ لیتے ہیں:

عبادات

عبادات میں بنیادی امور ارکانِ خمسہ ہیں، ان تمام ارکان میں نظم جلوہ گر ہے۔

۱:.....نظامِ صلوۃ

باجماعت نماز بھی نظم وضبط اور اجتماعیت کا پنج وقتہ درس ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ مسلمان مسجد میں جب اکٹھے ہوں تو یہ احساس رہے کہ سارے مسلمان یک جان ہیں، الگ الگ نہیں ہیں اور اس جماعت کی اتنی اہمیت بتائی گئی ہے کہ جنگ کے دوران بھی اس کو ترک کرنے سے گریز کیا گیا اور ''صلاۃ الخوف'' مشروع کی گئی اور مسلمانوں کو یکسانیت کا احساس دلانے کے لیے ''سووا صفوفکم، فإن تسویۃ الصفوف من إقامۃ الصلوۃ۔'' (صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب اقامۃ الصّف من تمام الصلوۃ) ''اپنی صفیں درست رکھو، کیونکہ صفیں درست رکھنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔'' کا حکم بھی دیا گیا۔ نیز نماز کے ارکان وشرائط نظم کی کھلی دلیل ہیں۔ حدیث شریف میں حکم دیا گیا ہے کہ جب آدمی مسجد میں جائے تو جماعت میں شامل ہونے کے لیے بھاگ دوڑ نہ کرے، بلکہ وقار اور سنجیدگی کو ملحوظ رکھے۔ جماعت کی نماز میں مقتدی امام کی پیروی کرے وغیرہ، یہ تمام امور نظم وضبط کے دائرے میں آتے ہیں۔ پھر جمعہ وعیدین میں بڑے اجتماع سے اسی اجتماعیت اور عدم مفارقت کا درس دینا مقصود ہے کہ مسلمان ایک جسم ہیں، اگرچہ دنیاوی مشاغل میں کچھ جدا ہوجائیں، لیکن حقیقت میں یک جان ہیں۔

۲:.....نظامِ صوم

سال میں ماہِ رمضان میں روزے رکھنے کی مشروعیت کی ایک حکمت یہی ہے کہ مالدار آدمی جب پورے دن بھوکا رہے تو اس کو احساس ہو کہ غریب ولاچار لوگ کیسے ساری زندگی ایسے ہی فقر وفاقہ میں گزار دیتے ہیں، شریعت کے مزاج میں یہ بات ہے کہ غریبوں کا احساس کیا جائے، لاچار ومسکین کا خیال رکھا جائے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب احساس پیدا ہو، اسی احساس کو پیدا کرنے کے لیے

شریعت نے روزے کو مشروع قرار دیا، پھر روزے میں اوقات کی تعیین اور دیگر متعلقہ احکام بھی نظم کی افزائش کا باعث ہیں، گویا ''صوم'' بھی اجتماعی نظم کا سبق ہے۔

۳:.....نظامِ زکوۃ

اسی طرح زکوٰۃ کی مشروعیت اس بات کا درس دینے کے لیے ہے کہ مسلمان وہ نہیں جو صرف اپنی دنیا بنانے اور سمیٹنے کی فکر میں لگا رہے اور قریب کے دوسرے غریب لوگ فقر و فاقہ میں پڑے رہیں، اسی بات کا سبق سکھاتے ہوئے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''**تؤخذ من أغنيائهم وتُرَدُّ علىٰ فُقرائهم**'' گویا زکوۃ ادا کرتے ہوئے بھی مسلمان اجتماعیت کے قیام کی لڑی پرورہا ہوتا ہے۔

۴:.....نظامِ حج

جس طرح پنج وقتہ نماز مسلمانوں کو متابعتِ جماعت کی یاددہانی کے لیے ہے اور عیدین کا اجتماع بھی اسی یاددہانی کی کڑی ہے تو بالکل اسی طرح صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض کردیئے جانے کی ایک حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ساری دنیا سے مسلمان ایک جگہ جمع ہوجائیں اور اس اجتماع سے مسلمانوں کی یکجہتی کا اظہار ہو۔ حج کی فرضیت میں بھی مخالفت سے اجتناب اور مقارنت جماعت کا پہلو پایا جاتا ہے۔

۵: نظام جہاد

اسلامی نظام کی ایک اہم اَساس یہ بھی ہے کہ قوموں کے درمیان طاقت کا توازن قائم رہے، ایسا نہ ہو کہ طاقت ور کمزور کو لقمۂ تر بنالے، بلکہ ہر قوم کو اپنے تحفظ، دفاع اور طاقت کے ناجائز تسلط سے محفوظ رہنے کے لیے طاقت کو یکجا رکھنے اور اس کو نظم ونسق سے استعمال کرنے کے اصول بھی تفصیل سے بتائے ہیں، انہی تفصیلات کا اجمالی عنوان ''جہاد'' ہے۔ جہاد کے لیے تیاری، صف بندی، عزم وحوصلہ، ثابت قدمی، ضعیفوں، کمزوروں، عورتوں اور مذہبی طبقے سے عدم تعرض کے تفصیلی احکام سکھائے ہیں۔ یہ تفصیلات اسلام میں جنگی نظام کے نظم ونسق اور ہمہ جہتی کا مظہر ہیں۔

۶:.....واقعۂ معراج

عبادات کے ضمن میں واقعۂ معراج بھی سبق آموز ہے، اسلام ہمیں منظّم انداز میں تمام امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا درس دیتا ہے، اور نظم کی پابندی کے بغیر کیف ما اتفق امور کو سرانجام دینے کو ناپسند کرتا ہے، اس کی مثال ہمیں واقعۂ معراج میں ملتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ براق پر سوار ہوکر آسمانوں کی طرف گئے، تو امت کو نظام کی اہمیت سکھلانے اور جتلانے کے لیے کچھ ایسے واقعات سے مطلع فرمایا کہ جس کا خلاف متوقع تھا۔ جب حضور ﷺ آسمانِ دنیا پر پہنچے تو سوال ہوا

کہ:''من هذا؟ '' پھر دوسرا سوال ہوا:''ومن معک ؟''پھر تیسرا سوال ہوا:''وقد أرسل اليه؟ ''پھر اس کے بعد''مرحباً بہٖ فنعم المجیء جاء '' سے استقبال ہوا، اور آگے حضرت آدم علیہ السلام نے''مرحباً بالابن الصالح والنبی الصالح '' کہہ کر آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا، پھر ان سوالات کا سلسلہ ساتویں آسمان تک جاری رہا۔مزید برآں یہ بھی اسی واقعہ میں نظم کا حصہ نظر آتا ہے کہ جبریل امین علیہ السلام کو ایک موقع پر مقام خاص کے بعد آگے جانے کی اجازت نہیں دی گئی، اور حضور ﷺ کی خصوصیت کہ آپ مزید آگے تشریف لے گئے، جس کو اللہ پاک نے قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا:''ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی۔''(النجم:۸،۹)

اس واقعہ سے نظام کی اہمیت اور نظم کی بلا استثناء پاسداری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ باوجود اللہ پاک کے علام الغیوب ہونے کے ہر آسمان پر سوالات کا سلسلہ بتاتا ہے کہ نظام کی پاسداری ضروری ہے، اور یہ کہ ہر کام ایک نظم کے تحت ہی ہونا چاہیے، جس سے کام با آسانی اور سہولت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔

نظامِ معاشرت وحقوق العباد

اسی طرح اسلام حقوق العباد کے معاملہ میں بھی ایک ایسا نظام پیش کرتا ہے جو ہر انسان کو اس کا حق دلاتا ہے، کسی کے ساتھ ظلم و ناانصافی کو قطعاً برداشت نہیں کرتا، اور اس نظام کی مثال دنیا کے کسی دوسرے مذہب اور قانون میں نہیں ملتی۔مثال کے طور پر خواتین کے معاملہ میں اسلامی نظام میں ہر بالغ مرد و عورت کو یکساں شہری اور دیوانی حقوق حاصل ہیں، وہ اپنی ذاتی اور شخصی جائیداد اور ملکیت کے حصول اور نظم ونسق اور تصرف میں بالکل آزاد ہیں۔اس کے برعکس''قانونِ روما'' میں خواتین مستقل طور پر مردوں کی نگرانی اور سرپرستی میں تھیں، وہ اپنے نگراں یا سرپرست کی اجازت کے بغیر نہ کوئی جائیداد حاصل کرسکتی تھیں اور نہ حاصل شدہ جائیداد میں کسی تصرف کی مجاز تھیں۔یہ پابندی خواتین پر زندگی کے آغاز سے لے کر انتہاء تک رہتی تھی۔یہ بات بھی دنیا کے سامنے واضح رہنی چاہیے کہ ہمارے اسلام کا یہ نظام وحی الٰہی کا مرہونِ منت ہے۔اس کی اصل قرآن وسنت ہے۔اس کی کوئی ہدایت یا راہنمائی کبھی کسی دوسرے مذہب سے لینے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔نہ صرف فقہ اسلامی کے تشکیلی دور یعنی ابتدائی چار ہجری صدیوں میں بلکہ بعد میں کم وبیش مزید آٹھ سال تک مسلمانوں نے قانون کی کسی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں نہیں کیا، جس سے معلوم ہوا کہ اسلام کا قانون انتہائی مرتب اور منظّم ہے۔

نظامِ معاملات

جس طرح عبادات کے مختلف شعبوں میں اسلام اپنے پیروکاروں کی پوری طرح رہنمائی کرتا ہے، اسی طرح معاملات میں بھی اسلام نے باہم معاملات کرنے والے بائع ومشتری کو کچھ

www.banuri.edu.pk

اصول سکھلا دیئے جس سے وہ ایک نظم کے تحت اپنے کاروباری مسائل کو حل کرسکیں۔ اور اس نظام کا داعیہ یہاں بھی وہی ہے کہ کہیں متعاقدین کے درمیان نزاع وجدال کی صورت پیش نہ آئے، اور ہر عاقد کو اپنا پورا حق مل سکے، اور ہر قسم کے دھوکے سے گریز کرنے کی تاکید فرمادی گئی، تاکہ مسلمانوں کی اجتماعیت میں خلل واقع نہ ہو، اس نظام سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱:.... نهیٰ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن بیع الغرر۔‘‘

(صحیح مسلم، باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر)

ترجمہ: ’’رسول اللہ ﷺ نے بیع غرر سے منع فرمایا ہے۔ بیع غرر اس بیع کو کہتے ہیں جس میں مبیع (فروخت کی جانے والی چیز) مجہول ہو یا بیچنے والے کے قبضے سے باہر ہو۔‘‘

۲:.... ’’لایسم المسلم علیٰ سوم أخیه۔‘‘ (صحیح مسلم، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیہ وسومہ علی سومہ)

ترجمہ: ’’کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، یعنی کسی سے خرید و فروخت کا معاملہ ہو رہا ہو تو اس میں مداخلت نہ کرے اور اس چیز کے زیادہ دام نہ لگائے۔‘‘

۳:.... نهٰی عن بیع الثمار حتّٰی یبدوَ صلاحُها۔‘‘

(مؤطا الامام مالک، باب النہی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحہا، ط: داراحیاء التراث العربی)

ترجمہ: ’’رسول کریم ﷺ نے پھلوں کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ ان کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔‘‘

۴: ’’من احتکر فهو خاطیءٌ۔‘‘ (صحیح مسلم، باب تحریم الاحتکار فی الأقوات)

ترجمہ: ’’نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی ذخیرہ اندوزی کرے وہ گناہ گار ہے، یعنی جو تاجر غلہ وغیرہ ضروریاتِ زندگی کا ذخیرہ عوام کی ضرورت کے باوجود مہنگائی کے لیے محفوظ رکھے۔‘‘

۵: ’’اسی طرح ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خرید وفروخت میں لوگ دھوکہ دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم خریدو تو کہہ دیا کرو کہ ’’لاَ خِلابة‘‘ یعنی اس بیع میں مجھے کوئی دھوکہ نہ ہو، اور تین دن کا اختیار مقرر کرنے کا فرمایا۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب ما یکرہ من الخداع فی البیع)

نظامِ وراثت

اسلام سراپا نظام ہے، ہر پہلو کا ایک نظام منظّم کردیا گیا ہے۔ وراثت کے باب میں بھی جب ہم اسلامی نظام پر نظر دوڑاتے ہیں تو شریعت کے احکام بالکل منفرد انداز کے نظر آتے ہیں، اور ہر فریق کا حصہ قرآن پاک میں تفصیل سے واضح کردیا گیا اور ’’الأقرب فالأقرب‘‘ اور ’’القربیٰ تحجب البعدیٰ‘‘ کے قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر قریبی رشتہ دار کو محرومی سے بچالینے کا درس بھی یہی نظام دیتا ہے۔

www.banuri.edu.pk

نظامِ سیاست

سیاست بھی زندگی کا بہت وسیع اور بہت اہم شعبہ ہے۔ اس کو بھی اسلام نے ایک نظام میں منضبط کردیا۔ اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور وہی اصل قانون ساز ہے، اس لیے اسلامی حکومت کے دستور کا ماخذ قرآن مجید ہے، ان کی تشریح وتفصیل اور جزئیات کی تفریع شارع علیہ السلام پر چھوڑ دی گئی ہے، چنانچہ انہی بنیادوں پر آنحضرت ﷺ نے حکومت الٰہیہ کی تشکیل فرمائی اور اس کی روشنی میں جزوی قوانین بنائے، پھر جب اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہوا، نئے نئے ملک زیر نگیں ہوئے، نئی نئی قومیں مفتوح ہوئیں اور نئے نئے مسائل پیدا ہوئے، تو پھر خلفائے راشدینؓ نے کلام مجید اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال واعمال اور فیصلوں کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے خلافت اسلامیہ کا نہایت وسیع اور مکمل نظام قائم کیا، اموی اور عباسی دور میں ''کتاب الخراج، کتاب الأموال، أحكام السلطانية، الطرق الحكمية'' بھی اسی نظام کو ضبط کرنے کے لیے لکھی گئیں۔

سیاست وحکومت سے متعلق جتنی جامعیت کے ساتھ اسلام نے راہنمائی فراہم کی ہے، اس کا نمونہ دیگر اقوام و مذاہب کے ہاں ناپید ہے، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ ابن خلدون اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس کا اجمالی تعارف اور بنیادی احوال ذکر کیے ہیں۔ مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ نظم وضبط اور اجتماعیت دین میں نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے قیام کا پس منظر بھی اسی مقصد کا حصول ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام اپنے تمام شعبوں میں مرتب نظام کا نفاذ چاہتا ہے اور اس نظام سے روگردانی اور اعراض کو قطعاً ناپسند کرتا ہے جس کی دلیل ''من شذّ شُذّ في النار''، ''عليكم بالجماعة وإياك والفرقة''، ''يدالله على الجماعة'' میں ملتی ہے، اور اللہ پاک کی طرف سے نصرت کے وعدے بھی ایک جماعت ونظام کے تحت چلنے میں ہیں اور مفارقت میں وعیدیں بھی بیان کردی گئی ہیں۔

www.banuri.edu.pk